198

زینبؑ شہید ہوگئی

نہ کربلا نہ کوفہ نہ دربارِ عام میں
زینبؑ شہید ہو گئی بازارِ شام میں

بی بیؑ پہ یوں تو شامِ غریباں سے تھی جفا
بازارِ شام آیا تو سر پر نہ تھی ردا
نیزے سے سر جو حضرتِ عباسؑ کا گِرا

برسات پتھروں کی چراغاں تھا چار سو
پہلے ہی تازیانے برستے تھے کو بہ کو
بہنے لگا جو آنکھ سے سجادؑ کے لہو

زینبؑ ترستی رہ گئی آرام و چین کو
موقع ملا نہ مجلس و ماتم کو بین کو
مانگا تھا جب کنیزی میں بنتِ حسینؑ کو

بھائی کا سر سناں پہ تھا زلفیں لہو میں تر
نوکِ سناں پہ عونؑ و محمدؑ کے دیکھے سر
چھوٹے سے ایک سر پہ گئی جس گھڑی نظر

اکبرؑ سے کربلا میں ملاقات کب ہوئی
نیزوں کے قافلے میں اُسے ڈھونڈتی رہی
بازارِ شام میں جو نظر سر پہ پڑ گئی

باندھا گیا سکینہؑ کو پشتِ شتر کے ساتھ
وہ تشنگی تھی ماں سے بھی کرتی نہیں تھی بات
بالوں تلک سکینہؑ کے پہنچے لعیں کے ہاتھ

بس سانس چل رہی تھی وہ زندہ کہاں رہی
تلوار جس کے سر پہ چلی بے ردائی کی
کہتی تھی دے خبر یہ مدینے میں اب کوئی

ریحانؔ یوں تو قصہِ غم یہ طویل ہے
اشکوں کی میری آنکھ سے جاری سبیل ہے
بی بیؑ کا روضہ شام میں ہونا دلیل ہے